سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹





پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔اے ۱۴ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو جے بکلارک صاحب ایم۔اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینیجر

نور افشاں

خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہو

جلد ۵۴ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲ اپریل ۱۹۲۶ء | نمبر ۱۴

گڈ فرائیڈے

جناب منت کے قلم سے

مبارک جمعہ ہے دیکھو تو چلکر کلوری پہ کیا — خلافِ داورِ محشر ہے اور ہے شور محشر کیا

بنانے آیا جو بگڑے ہوؤں کی زندگیوں کو — روا سمجھتے ہیں ظلم و جاں ستاں اس پہ ستمگر کیا

پلاطس پوچھتا ہے خود فریسیوں سے یہ کہکر — بتا تو دو کہ اس خیر البشر میں پاتے ہو شر کیا

پلاطس نے سنوا اور دی جب انصاف سے پوچھا — تمہارے بادشاہ کو چھوڑ دوں کہتے ہو کر کیا

یہ کہکر کر دیا انکار اُس کی بادشاہی سے — ہمارا بادشاہ ہے اور کوئی غیر قیصر کیا

فریسیوں کی صورت جیسے دل میں گھس گیا شیطاں — اُنہیں انسان سے کیا شرم اُنہیں اللہ سے ڈر کیا

حقیقی باغباں تو وہ ہے تیرے باغ کا پودا — گل خورشید ہو تیرے مقابل اے گلِ تر کیا

چڑھایا باغیوں نے تجھ کو اُسکا رتبہ کیا رتبہ — صلیب اعلیٰ ہے تیری میں تیشہ و صنوبر کیا

لگا کر خون اپنا ہم مریضوں کو کیا چنگا — گناہوں کے مرض کا ہے دوا اس سے بہتر کیا

گرفتاری نے تیری کر دیا آزاد بندوں کو — زیادہ اس سے کر سکتا تھا تو احسان اُن پر کیا

خدا انسان تو دونوں ہی ہے تیرے مقابل ہیں — نبی کیا ہیں ولی کیا ہیں گرو کیا ہیں پیمبر کیا

خدا کے گھر کا پردہ پھٹ گیا بس تظلم سے — گریباں چاک ہو گا تیرے غم میں اب تو پتھر کیا

تصدق کر دیا منت نے اپنے آپ کو تجھ پر
اثاث البیت کیا گھر کیا طلا کیا سیم کیا زر کیا

علے تالم

ایسٹر

جناب منت کے قلم سے

مبارک سحر آج کی ایسٹر ہے — سلامت ہو کامل خوشی ایسٹر ہے

درخت کہن میں ہری پتیاں ہیں — موؤں کے لئے زندگی ایسٹر ہے

ہے ہر رنگ میں رنگ اعجاز پیدا — نئے ہم ہیں اور خود نئی ایسٹر ہے

جھکتے ہیں ہم مثل گل کیا تعجب — ہمارے دلوں میں بسی ایسٹر ہے

خداوند جس میں اُٹھا ہو کے زندہ — وہی ایسٹر ہے وہی ایسٹر ہے

دوگونہ خوشی ملتی ہے ہر برس میں — کرسمس کبھی ہے کبھی ایسٹر ہے

سرورِ قیامت میں عیسیٰ کے بندے — ز خود رفتہ ہیں بے خودی ایسٹر ہے

اُٹھو خواب حسرت سے کھولو تو آنکھیں — وہ دیکھو نظر آ رہی ایسٹر ہے

کسی درد سے بھی اُٹھے کیا جو ممکن — کچھ ایسی دلوں میں جمی ایسٹر ہے

کرو مردہ کاموں سے توبہ عزیزو — دکھا دو کہ تم کو ملی ایسٹر ہے

چہل روزہ روزوں کے بدلے میں منت
کریں عید رب نے جو دی ایسٹر ہے

لنڈن ۲۴ مارچ۔ ہوس آف کامنز میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارل ونٹرٹن نے کہا کہ ۱۹۲۵ء و ۱۹۲۶ء انڈین سٹیٹ ریلوے سے ۵۷ لاکھ پونڈ منافع ہوا ہے۔ (بندے ماترم)

میلہ اسپان سرگودھا ضلع شاہپور

۱۰ مارچ سے ۱۳ مارچ ۱۹۲۶ء

ناظرین یہ میلہ سرگودھا ضلع شاہپور ہر سال ۱۰ مارچ کے شروع میں لگا کرتا ہے۔ ایک بڑا وسیع میدان اس میلے کے واسطے سرکار رود لتمدار سے مقرر کیا گیا ہے۔ اس میلہ میں دور دراز کے اصحاب خرید و فروخت کے لئے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ کسی جگہ پر لوگ کوڈی کھیلتے ہیں۔ کسی جگہ گھوڑیوں کو انعام تقسیم ہو رہا ہے۔ کسی جگہ بازی گر اپنی بازیاں لوگوں کو دکھا کر سرکار سے انعام حاصل کرنے کی توقع میں لگے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں دوکانیں نفع کمانے کی خاطر لگی ہوئی ہیں۔ داخل ہونے والے پھاٹک کے پاس مسیحی جماعت کی طرف سے ایک شامیانہ منادی کے واسطے کھڑا کیا جاتا ہے۔ اس میں ہر سال دونوں علاقوں کے کارندے خواہ اُستاد خواہ مناد جمع ہو کر مسیح مصلوب کی لوگوں کے سامنے منادی کیا کرتے ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں سامعین جمع ہو کر یہ پیغام سنتے رہتے ہیں۔ بعض نجات کے متلاشی۔ بعض تماشہ دیکھنے والے اور بعض مخالف مسیح جو ہر وقت یہ خواہش رکھتے ہیں کہ مسیح کا پیغام لوگوں تک نہ پہنچے۔ مسیحی جماعت کے بعض شخص کتابیں فروخت کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ امسال ہمارا پیغام بروز ۱۰ مارچ سے ۱۱ مارچ تک یہ تھا کہ **انسان گنہگار ہے۔ اعمال حسنہ خدا کے سامنے نجات کے لئے کافی** نہیں ہیں۔ صرف مسیح نجات دہندہ ہے۔ جو گنہگاروں کو بلند آواز سے پکارتا ہے کہ "اے سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ"۔ تین دن تک یہ آواز سامعین تک پہنچتی رہی۔ شام کی دعا کے بعد ہمارے بزرگ مشنری پادری آر۔ ای۔ ایرس صاحب نے فرمایا۔ کہ پادری ایف۔ سی۔ پیٹرسن صاحب نے بیان کیا کہ پادری صاحب محسوس کرتے ہیں کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم مسیح کا مرنا اور جی اُٹھنا لوگوں کے دلوں تک پہنچا دیں۔ تا کہ سامعین معلوم کریں کہ مسیح وہی مسیح ہے جو کتاب مقدس کے مطابق **گنہگاروں کے واسطے مر گیا۔ زندہ ہوا اور آسمان پر چڑھ گیا۔** چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ سامعین کے دلوں پر نقش ہوا کہ واقعی مسیح مصلوب ہو کر زندہ ہوا اور اب آسمان پر زندہ موجود ہے۔ گنہگاروں کی سفارش کرتا ہے۔ ہمارے پادری صاحبان اور دیگر اصحاب اسی مضمون پر دو دن تک منادی کرتے رہے۔ ان دنوں میں مخالفین مسیح بھی اکثر آتے اور ہمارے کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر مسیح کے آگے اُن کی کوئی پیش نہ گئی۔

سندر داس

اصلاح اقوام جرائم پیشہ

جرائم پیشہ اقوام کا سالانہ ٹورنمنٹ اور تقسیم انعامات کی تقریب

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

۲۴ مارچ ۱۹۲۶ء بعد دوپہر آنریبل میاں سر فضل حسین کی زیر صدارت امرتسر کی اصلاحی سکونت گاہ میں جرائم پیشہ اقوام کے سالانہ ٹورنمنٹ کے متعلق تقسیم انعامات کی تقریب ادا کی گئی۔ اس موقع پر جرائم پیشہ اقوام کے بہت سے افراد مختلف بستیوں سے جمع تھے۔ نیز مقامی رؤسا کے علاوہ پنجاب کی مذہبی جماعتوں کے چند نمائندے بھی جن کے زیر اہتمام جرائم پیشہ افراد کی اصلاح کا کام ہو رہا ہے۔ تشریف فرما تھے۔ تقسیم انعامات کی تقریب کے انعقاد سے پہلے جرائم پیشہ اقوام کے متعلق سینما کی ایک فلم انہیں اقوام کے افراد کو دکھائی گئی۔ یہ فلم شوری سٹوڈیو لاہور نے خاص طور پر تیار کی تھی۔

بعد ازاں بستی ہائے اقوام جرائم پیشہ کے ڈپٹی کمشنر سردار صاحب سردار ہری سنگھ نے اپنی تقریر کی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ سرکل ٹورنمنٹ میں قریباً پانچ سو لڑکوں نے حصہ لیا ہے۔ اور اس آخری ٹورنمنٹ میں تین سو کے قریب لڑکے شریک ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ان اقوام کے لڑکوں اور نوجوانوں نے فٹ بال، کرکٹ اور ہاکی میں جو اُن کے لئے بالکل نئی کھیلیں تھیں حیرت انگیز اہلیت و قابلیت کا ثبوت دیا ہے۔

نہایت خوفناک مجرم بغیر سزا کے امن پسند شہری بن گئے

سردار صاحب نے بیان کیا کہ امرتسر کی ریفارمیٹری میں جرائم پیشہ اقوام کے بدترین افراد داخل کئے جاتے ہیں۔ خواہ جیلخانہ سے اپنی سزا بھگتنے کے بعد آئے ہوں یا اُن ضلعوں سے جہاں اُن کی مجرمانہ حرکات امن پسند لوگوں کے لئے موجب خطر ہیں۔ اس جگہ بعض نہایت متمرد اور خوفناک مجرم بغیر سزا پانے کے ضبط و انتظام کے پابند ہو گئے ہیں۔ یہاں ۳۰ نوجوانوں کو نجاری۔ کفش دوزی اور کپڑا بننا سکھایا جاتا ہے۔ آوارہ گرد جرائم پیشہ افراد کو دس سال تک اور غیر آوارہ گرد افراد کو پانچ سال تک اس ریفارمیٹری میں رکھا جاتا ہے۔ سال زیر رپورٹ میں ۱۲ افراد کو اُن کی میعاد کے انقضا پر رہا کیا گیا ہے اور ۱۲ افراد کی رہائی کا معاملہ زیر تجویز ہے ۲۴ اشخاص کو زمین عطا کی گئی ہے اور ۶ کو دیگر صنعتی بستیوں میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ جہاں وہ نرم قیود کے زیر اثر رہتے ہیں۔ لیکن ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کا امن پسندی کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اور جہاں اکثر حالتوں میں وہ اپنے کام کو فخر سے کرتے ہیں وہاں بعض افراد ایسے بھی ہیں جو اپنے کام کو اپنی قید بڑھانے کا ذریعہ بنا ہو سکتے ہیں۔

جرائم پیشہ لڑکوں کی قوت اور اک تعلیم کا اثر

سردار صاحب نے اس رائے کا اظہار فرمایا کہ عام طور پر جرائم پیشہ افراد کے لڑکے بالعموم درجۂ اوسط سے زیادہ سمجھ دار ہوتے ہیں۔ اور تعلیم کے زیر اثر

دیکھو صلا



نور افشان

مطبوعہ ۲ اپریل ۱۹۲۶ء

ہمارے نامہ نگار اور دوست توجہ فرمائیں

بعض دوستوں کے مضامین گم ہوجانے کی وجہ سے جو مشکلات ہماری آگاہی میں آئی ہیں ان کی وجہ صرف نور افشاں کی ڈاک کا تین جگہ تقسیم ہونا ہی خیال میں آیا ہے۔ لہٰذا گذارش ہذا کے ذریعہ سے جملہ نامہ نگاران نور افشاں کی خدمت میں التماس کی جاتی ہے کہ وہ آگے کو جملہ مضامین برای اشاعت نور افشاں صرف دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔ امید ہو کہ ہمارے دوست آگے کو اس بات کا خیال رکھینگے۔ ایڈیٹر۔

الفضل کے چیلنج قابل توجہ نہیں ہیں

ہمیں یہ دیکھکر کمال مسرت ہوئی تھی کہ امرتسر کے مباحثے بعد دارالامان قادیان سے مسیحیان دھر کو ایک چیلنج نہیں دو دو چیلنج دیئے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے ان کو نور افشاں کے ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے درج اخبار کر دیا تھا تاکہ ناظرین نور افشاں احمدیت کی اس پریشانی کا ملاحظہ فرمائیں جو نور افشاں اور اس کے دوستوں نے ۔۔۔ پیدا کر دی ہے اور دیکھ لیں کہ مرزا صاحب کی امرتسری شکست کی تلافی کی کیا کیا تدبیریں کی جارہی ہیں۔ احمدیت کی سیالکوٹی شکست کے انتقام کی کیا کیا فکریں دامنگیر ہو رہی ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ بحضر الفضل کے چیلنج کسی صورت میں کسی مسیحی کے قابل توجہ نہیں ہیں جس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ چیلنج خلیفہ ثانی جناب مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے نہیں ہیں۔ دوسری وجہ ان کی نامنظوری کی یہ ہے کہ چیلنج دینے والے اصحاب نے بھی مسیحیوں کو چیلنج خلیفہ صاحب کی منظوری سے نہیں دیئے ہیں۔ صرف اپنی طرف سے شائع کئے ہیں۔ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ کسی احمدی کو بغیر منظوری خلیفہ ثانی ایسے چیلنج دینے کا ہرگز اختیار نہیں جو احمدیت کے حق و باطل ہونے کے متعلق ہوں یہ اختیار خلیفہ صاحب کا ہی ہے۔ کسی مرید کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ تیسری وجہ نامنظوری کی یہ ہے کہ چیلنج میں نبوت مرزا اور حیات مسیح کو زیر بحث لانے کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں غیر احمدی مسلمانوں اور احمدیوں میں زیر بحث ہیں ان سے مسیحیوں کا تعلق ہی نہیں ہے چیلنج دینے والے اصحاب کے علم وفضل کا اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے آجتک اس بات کو نہیں سمجھا کہ احمدیوں اور مسیحیوں میں امر زیر بحث کیا ہو سکتا ہے؟ الفضل اور اس کے عملہ کو اگر آجتک اس کا علم نصیب نہیں ہوا تو اُسے ہم تبلانے کو تیار ہیں اور وہ یہ ہے کہ احمدیوں اور مسیحیوں میں مرزا صاحب کی مسیحائی و خدائی وغیرہ کا دعوے ہی زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔ انہیں مرزا صاحب کی نبوت و رسالت سے یا حیات مسیح سے کوئی بحث نہیں ہے۔ کیا احمدیوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ مسیحی تو مسیح کی موت و حیات کے معتقد ہیں؟ پھر انہیں حیات مسیح کا چیلنج دینا احمدیت کے مولوی فاضلوں کی مسیحیت سے لاعلمی کا کھلا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے سوا الفضل کی احمدیت و مسیحیت دانی سے محرومی کی اس سے بڑھکر کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ جس نے احمدی مولوی فاضلوں کی فضیلت پر حد سے زیادہ اعتماد کر کے مسیحی دنیا کو اُن کے دو چیلنج شائع فرما دیئے۔ حالانکہ وہ چیلنج غیر احمدی مسلمانوں سے علاقہ رکھتے ہیں مسیحیوں سے اُن کا بال برابر بھی رشتہ ثابت نہیں ہو سکتا جبکہ الفضل کے چیلنج کی اصلیت یہ ہے تو ہم اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا سمجھیں کہ الفضل نے مرزا صاحب کے پست ہمت مریدوں کو یہ بات دکھانے کے لئے مسیحیوں کے نام سے دونوں چیلنج شائع فرمائے ہیں کہ احمدیو مضبوط رہو۔ گو مرزا صاحب اور ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مسیحیوں سے شکست کھا چکے ہیں۔ مگر مسیحیوں سے بحث کرنے کیلئے پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ دو مولوی فاضل تیار ہیں تم خلیفہ صاحب کی بیعت پر قائم رہو چندہ دیتے رہو۔ اگر الفضل کا یہی منشا ہو تو ہمیں بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔

زمانہ سے متقدم ہونے سے پہلے ہم زمانہ کو دیکھیں؟

ہم زمانہ شناسی کے نہ منکر ہیں نہ منکر ہو سکتے ہیں۔ زمانہ شناسی انجیل کا جزو ہے۔ یسوع مسیح نے اندھے یہودیوں کو زمانہ شناسی سے لاپرواہ ہونے پر ملامت کی تھی۔ وہ عیسائی جو زمانہ شناسی کی نعمت سے محروم ہے۔ نادان سمجھا جا سکتا ہے۔ نقصان عظیم کا وارث بن سکتا ہے۔ ہم جو زمانہ کے متقدم ہونا چاہتے ہیں۔ پہلے اپنے زمانہ کے نشیب و فراز کو سمجھیں۔ اُس کی اُلجھنوں پر سوچیں۔ اس کے گورکھ دھندوں پر غور و فکر کرلیں۔ بھیڑ چال کو زمانہ سے تعبیر کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

ہر ایک زمانہ اپنے ساتھ نیک یا بد ہونے کا وصف لے آتا ہے۔ ایک تیسرا وصف زمانہ کا یہ بھی چلا آیا ہے کہ وہ نیک یا بد وصف سے معرا ہوتا ہے۔ اسے نیوٹرل زمانہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر زمانہ نے یہ تیسرا وصف ثابت

نہیں کیا ہے۔ کیونکہ زمانہ عملاً کبھی نیوٹرل پایا نہیں گیا۔ بظاہر آخری صورت کا زمانہ عوام کو ایسا معلوم ہوتا گیا ہے۔ دراصل زمانہ کی یہی روش اہل دنیا کو فنا کرتی آئی ہے۔ زمانہ کی اسی روش نے لوگوں کو گندم نما جو فروش بنایا ہے۔ لوگوں کی اس روش نے دغا فریب کی صورت اختیار کی ہے۔ اسی روش سے لوگوں نے زمانہ کی پاپولیریٹی حاصل کرنے کے لئے حق پسندوں پر وہ ستم ایجاد کئے ہیں کہ جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ زمانہ کی یہ روش ہولناک اور پُر فریب ہے جس قدر زمانہ علم و فضل میں ترقی کرتا جاتا ہے بنی آدم کا اُسی قدر عمل زیادہ دغا و فریب کا بنتا جاتا ہے۔ زمانہ نیک کی حمایت فنا ہوتی جاتی اور زمانہ بد کی مزاحمت ملیامیٹ ہوتی جاتی ہے۔ زمانہ بنی نوع انسان کے لئے ایک سربستہ راز بنتا جاتا ہے۔ یہ باتیں کسی بابصیرت شخص کے لئے ثبوت کی محتاج نہیں ہیں۔

اب غور طلب معاملہ یہ ہے کہ مسیحی کیونکر زمانہ کا ہمقدم ہووے وہ کیسے زمانہ کا ہمرنگ بنتا جائے۔ یہی وہ بات ہے۔ جسے ہر ایک مسیحی نے سمجھنا ہے۔ اسی معما کو ہر ایک مسیحی نے اپنے واسطے حل کرنا ہے۔ اس مشکل میں ہم آجکل مبتلا ہیں۔ کیا مسیحیت نے اس مشکل کا کوئی حل پیش کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو وہ حل کیا ہے؟

زمانہ کے ہمقدم ہونے کا مسیحی اصول

یہ بات سچ اور برحق ہے کہ مسیحی زمانہ سے پیچھے نہیں رہ سکتا یہ بات بھی آب زر سے لکھ لینا چاہئے کہ مسیحیوں کا زمانہ سے پیچھے رہنا ان کی موت کا حکم رکھتا ہے۔ مسیحی ہر ایک زمانہ میں دوسرے بنی آدم کے زمانہ سے کوئی جُدا زمانہ نہیں رکھتا ہو پر تو بھی ہر ایک مسیحی ہر ایک زمانہ میں رہتا ہوا زمانہ کا نہیں بنتا ہے۔ اسکی کئی وجوہات مسیحیت میں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ ہر ایک مسیحی اپنے زمانہ میں اسقدر بدی اور بدعملی کی مزاحمت کرنے والا نہیں جس قدر مسیحیت کی بھلائی کو عملی جامہ پہنانے والا ہے۔

یسوع مسیح نے اس قدر اپنے زمانہ کے لوگوں کے بُرے عقائد و رسوم کی۔ ان کے بد اعمال کی مخالفت و مخاصمت نہیں کی جس قدر اس نے اپنے زمانہ کے لوگوں سے نیکی و بھلائی کی تھی۔ اُس نے زانیوں اور ڈاکوؤں وغیرہ پر نفرت و حقارت و سزا کے فتوے نہیں دیئے۔ برعکس اس کے اُن کو تسلی و دلاسہ اور معافی... عطا فرمائی۔ اُس نے دکھی اور بیماروں اور محتاجوں کو حقیر جانکر ترک نہ کیا تھا بلکہ اُن کے غیر مسیحی ہونے کی حالت میں اُن سے کمال بھلائی کی تھی۔ قس علی ہذا القیاس۔ اُس نے اپنے زمانہ میں وہ کام کیا تھا جس کا زمانہ محتاج و حاجتمند تھا۔ اس کی اسی نیکی کے عمل نے اس کے زمانہ کے دوستوں اور دشمنوں کو پیدا کیا تھا۔ اس کے دشمن آجتک اس پر فتحیاب نہ ہو سکے۔ ہر ایک مسیحی کے لئے آج کے دن بھی زمانہ کا ہمقدم ہونے کے لئے یہی اصول مسیحیت کا ہے کہ وہ مسیحی بھلائی کو عملی جامہ پہنائے۔

۲۔ زمانہ کی بدکاری اور بداعمالی سے عملاً اجتناب کرکے مسیحی زمانہ کا ہمقدم ہو سکتا ہے صرف قولی اجتناب کسی مسیحی کے لئے کارآمد نہیں ہے۔

ہمارے زمانہ کا خاص وصف یہ ہے کہ لوگ پلپٹوں اور ممبروں اور پلیٹ فارموں پر زمانہ کی برائی اور بداعمالی پر خوب لمبے چوڑے لکچر اور وعظ سناتے ہیں۔ تعریف و تحسین کے نعرے سننے اور عام پسندی حاصل کرنے کے لئے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا جاتے ہیں مگر ایسے بعد چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ اوروں کو چانن کریں آپ اندھیرے جائیں کے مصداق بنجاتے ہیں۔ کوئی مسیحی زمانہ کی اس روش کو اختیار نہیں کرسکتا ہے۔

مسیحی زمانہ کی بدکاری کے خلاف سکوت اختیار کر سکتا ہے پر عملاً زمانہ کی بدکاری سے موافقت نہیں کر سکتا۔ اسے عملاً زمانہ کی بد روش کی نفی کرنا ہے۔ اُس نے عملاً بھلائی کے طرز عمل پر مضبوط و استوار رہنا ہے۔ وہ مسیحی جو صرف عام پسند ہونے کے لئے زمانہ کی برائی میں شریک و شامل ہوتا ہے۔ وہ لاسیب غدار اور یہودا اسکریوتی کا ساتھی ہے۔

۳۔ ہر ایک مسیحی کے لئے ہر زمانہ بھلائی کرنے کے لئے کھلا ہے۔ مشکل بھلائی کرنے میں اس قدر نہیں جس قدر برائی کی مخالفت و مخاصمت کرنے میں ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ برائی کو بھلائی خیال کرتا آیا ہے۔ مسیحیوں کو زمانہ کی بدکاری اور بدعملی کی اصلاح میں احتیاط اور ہوشیاری کام میں لانا ہے۔ اسی میں حکمت و دور اندیشی درکار ہے جسکا بیان کرنا مفید نہیں ہے۔ بس ہر ایک مسیحی اپنے زمانہ کی بدعملی اور بدکاری کا معالج ہے۔ اسے عقلمندی سے بدکار زمانہ کے زخموں کا علاج معالجہ کرنا چاہئے۔ لیکن تمام مشکلات اس بات میں پیدا ہیں۔ جنکا حل بعض صاحب نے یہ تجویز کر رکھا ہے کہ زمانہ کے اہل ضرورت کا علاج معالجہ کرنا ہی چھوڑ دو کیونکہ اس سے باہمی نفرت و مخالفت پیدا ہوتی ہے۔ البتہ اپنے اقبال کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو اس میں سستی نہ کرو۔ زمانہ کے ہمقدم ہونے کے یہی معنے ہیں۔

مگر یسوع مسیح کی مسیحیت ہرگز ان معانی کی نہیں ہے

اُسکی مسیحیت غیر محدود ہے۔ اُسکی نیکی و بھلائی کے وارث وہ بھی ہیں جو اپنے آپ کو کھلے طور سے مسیحی نہیں کہتے۔ اگر انجیل و زندگی کے اصول ماننے والے خواہ کسی نام سے مشہور ہیں تو بھی ان اصولوں کے عمل کے اجر سے محروم خیال نہیں کئے جا سکتے۔ اس وجہ سے یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ مسیح اور اس کی مسیحیت کلیسیا میں ہی بالکلیہ محدود ہے۔ خدا نے ہر ایک بشر کو اپنی صورت پر پیدا کر کے مسیح جو خدا کی کامل صورت ہے اس کی مسیحیت کی نعمتوں میں حصہ دار بنایا ہے۔ لہٰذا ہم ہر ایک ہندو مسلم کے اور ہر ایک اچھوت کے خادم ہو کر اُن



سے لئے ہر ایک بھلائی کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ اُنکی خاطر ہم ہندو مسلم واچھوت کہلانے میں ہرگز شرمندگی نہیں حاصل کرسکتے ہیں۔ ہم اُن کی خاطر ہر ایک نیک کام کرسکتے ہیں جس سے اُن کی تسلی ہو کیونکہ مسیحیت صرف اعتقاد نہیں بلکہ اعتقاد و عمل کا نام ہے نہ زمانہ مسیحیوں سے یہی طلب کرتا ہے مسیحیوں نے زمانہ کے اس مطالبہ کو پورا کرنا ہے۔ انتہیٰ۔

یہ چیلنج کیسے ہیں

نہ خنجر اُٹھیگا نہ تلوار اُن سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آج ہم نور افشاں میں دو چیلنج جو احمدی دوستوں کی جانب سے مسیحیوں کو دیئے گئے ہیں پڑھکر خوب ہنسے۔ درانحالیکہ ہم نے مرزا غلام احمد صاحب بانئے احمدیت سے امرتسر میں بحث کی اور ایسی شکست فاش دی کہ آجتک ایک عالم اُس کے گیت گا رہا ہے اور یہ وہ معرکہ کا مقابلہ تھا کہ ڈپٹی آتھم صاحب کی بحث کے عین بعد ہی ہزارہا مسلمان مرزا جی سے منحرف ہو گئے اور مرزا صاحب نے بھی غصہ میں آکر مسلم علماء کی شان میں وہ وہ سخت کلامیاں کیں کہ آپ کی زبان رحمت نشان کا قیامت تک نمونہ ہو کر قائم رہینگی۔ پھر کسی مولوی اللہ دتا یا مولوی غلام احمد صاحب کا ہمیں چیلنج دینا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جب مرزا صاحب کی مسیحائی کی شان ہم نے امرتسر میں دیکھ لی اور ساری دُنیا کو بھی دکھادی تو وہ کونسی نئی بات ہے جو احمدی دوست ہمیں سُنانا اور سمجھانا چاہتے ہیں۔ یہ چیلنج فضول۔ بیکار۔ نکمے اور ہوائی ہیں جنکی کسی بھی مسیحی کو پرکاہ برابر پرواہ نہیں۔ جب مرزا جی ہمیں اپنی زبانی اپنی مسیحائی نہ سمجھا سکے تو یہ آج کے یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی سند رکھنے والے کون ہیں جو مرزا صاحب کو مسیح موعود بنا سکیں ہم تو پہلے ہی قادیان شریف کی چیلنج خیز سرزمین سے واقف ہیں اور یہ سچ ہے کہ قادیان سے آجتک سوائے چیلنج کے اور کچھ برآمد نہیں ہوسکا۔

کیا سکھاتا ہے مجھے بے خبر ہرگز نہیں
ساری باتیں ہیں اے میری جان آزمائی ہوئی

ہاں یہ سچ ہے کہ ہم نے اکتوبر ۱۹۲۳ء سے جناب مفتی محمد صادق کو چیلنج دیا ہُوا ہے کہ وہ ہم کو مرزا صاحب کی مسیحیت سمجھائیں اور ہم اس کی تحقیق کرینگے۔ جب دو سال سے متواتر و متوالی بذریعہ اخبارات اور بالخصوص بذریعہ رسالہ کیفیت مباحثہ سیالکوٹ مفتی صاحب کو چیلنج پر چیلنج کرکے تھک چکے ہیں کہ مرزا جی کی مسیحیت پر ہم سے بحث کرو۔ اگر وہ سچے مسیح موعود ہونگے تو ہم اُن کی تمام باتیں مان لینگے۔ تو اس صورت میں احمدیوں کے چیلنج دینے کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہمارا وہ چیلنج بھول گیا جو کیفیت مباحثہ سیالکوٹ میں دو سال سے چھپ کر شائع ہو رہا ہے کہ

"جس مضمون پر۔ جب کبھی اور جہاں کہیں جناب مفتی محمد صادق صاحب پادری سلطان محمد خاں صاحب سے مباحثہ کرنا چاہینگے وہ ضرور مقابلہ پر آئینگے (کیفیت مباحثہ سیالکوٹ صفحہ ۲۲)

اب ہم پوچھتے ہیں

کہ (۱) آیا یہ چیلنج آپ کی جانب یا ایماء سے ہیں۔
(۲) یا آیا آپ سے مشورہ کئے بغیر کسی اور نے ہمیں چیلنج دے دیئے ہیں؟

بصورت دوم ہم ان چیلنجوں کو ردی کی ٹوکری کے سپرد کرکے بالکل بھول جاتے ہیں۔ کیونکہ چیلنج تو ہمارا ہے جو اب تک قائم چلا آتا ہے اور لاجواب۔

اور بصورت اول آپ کو چاہئے کہ ان کو اپنے نام گرامی سے شائع کرائیں ورنہ

کیا تماشا ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مفتی صاحب ہم آپ کو جتاتے ہیں کہ جب تک آپ ہم سے مسیحیت مرزا پر بحث نہیں کرتے اُس وقت تک ہمیں دوسروں کے چیلنج کی مطلق پروا نہیں۔ ہاں آپ اپنی معذوری کا اعلان یا اظہار کر دیں تو کسی اور احمدی کی بھی ہم سُن لینگے۔ چونکہ مذہبی میدان میں

مفتی صاحب کا درجہ جرنیل احمدیت

کا ہے۔ اس لئے ہمیں آپ سے مباحثہ کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ جو بات ہم آپ کو منوائینگے اُس کا اثر تو آپ کی ساری فوج یعنی احمدیت جماعت پر پڑیگا۔ غلام احمد یا اللہ دتا صاحبان کی حیثیت ایک معمولی پیادہ کی ہے۔ ان کا کا کوئی اثر نہیں۔ اس لئے ان کے چیلنج فضول اور ناقابل التفات ہیں۔

ہم بار بار کہہ چکے ہیں

اور اب پھر کہتے ہیں کہ احمدی حضرات سے ہماری بحث صرف مرزا صاحب کی مسیحیت پر ہوگی۔ باقی کوئی بھی مضمون نہیں ہوگا جس پر ہم آپ سے بحث کرینگے۔ ہاں اگر احمدیت مسیحیت مرزا کے سوا کچھ اور چیز ہے تو صاف اعلان کر دیں پھر ہم اس مضمون کا پیچھا چھوڑ دینگے ورنہ قادیان شریف کی درودیوار پر ہر جگہ جلی قلم سے لکھ رکھئے کہ

۱ مسیحی اور ۲ احمدی اور ۳ مسیحیت مرزا

اور بس۔ یاد رکھئے کہ آپ کے مقابل ہم مسیحی ہیں اور آپ ہمارے مقابلہ میں مسیح موعود کے پیرو۔ پھر یہ غلطی کبھی نہ کریں کہ آپ ہمیں مرزا جی کی مجددیت یا ظلی نبوت منوائیں۔ اگر ہمارے سامنے آنا ہو تو مرزا جی کی مسیحیت ثابت کرنے کو آؤ ورنہ ہمارا دور ہی سے سلام ہے۔ کس قدر کھلی اور موٹی بات ہے کہ اگر مرزا جی وہی مسیح موعود ثابت ہو جائیں جو آنے والا ہے تو پھر باقی باتوں کا تمام جھگڑا چُک جائیگا۔ اگر یہ نہیں تو پھر آپ کو رخصت ہے ہم اپنے مسلم برادران سے ! ق

مضامین پر غور سے اور انہ تبار خیالات کرینگے۔ نہ ہم آپکو مسلمانوں کے نمائندہ جانتے ہیں اور نہ ہی مسلمان آپ کو اپنا وکیل تسلیم کرتے ہیں۔ آپ تو اُن تمام کلمہ گوؤں کو جو مرزا جی کی نبوت کا انکار کرتے ہیں کافر بنا چکے ہیں۔ پھر آپ کو عام کلمہ گو مسلمانوں کی نمائندگی یا وکالت کا کیا حق۔

اس لئے اب جناب مفتی صاحب ہمیں مرزا صاحب کی مسیحیت منوانا چاہتے ہوں تو ہمارا اشتہار مندرجہ بالا چیلنج منظور کرکے مقام اور شرائط سے بذریعہ اخبار اطلاع دیں۔ ہاں اگر جناب مرزا البشیر الدین صاحب خلیفہ قادیان چاہیں تو وہ مداخلت فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ سب پر اعلیٰ و بالا ہیں۔ ہم مرزا صاحب سے شرف مخاطبہ حاصل کر چکے ہیں۔ اس لئے ہر کس و ناکس کی ہم کیا پروا کرتے ہیں۔ یہ چیلنج صرف اس لئے نور افشاں میں درج کئے گئے کہ تا ہم جتا دیں کہ اُن کی ہماری نظروں میں ذرۂ خاک بھر بھی قدر نہیں۔

خان

ایک منظر ادھر بھی

بعض اصحاب اخبار میں اشتہار شائع کرانے کے لئے اشتہار تو روانہ کر دیتے ہیں اُن میں نہ تو اشتہارات کے شائع کرنے کے لئے اُجرت اشتہار دینے کا وعدہ دینے کا وعدہ لکھتے ہیں اور نہ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اُن کا اشتہار کتنی دفعہ اخبار میں شائع کیا جائے۔ ایسے اصحاب کی خدمت میں التماس ہے کہ نور افشاں میں کوئی اشتہار مفت شائع نہیں ہوتا ہے۔ جو اصحاب اس میں ... اشتہار شائع کرانا چاہیں۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ اُجرت اشتہار کا صفائی سے وعدہ تحریر فرمائیں جتنی دفعہ چھپوانا ہو اس کا بھی ذکر کریں۔ اور اپنا پتہ اور جائے سکونت صفائی سے لکھا کریں۔ ایڈیٹر

تمام خط و کتابت دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ہو

ایک مشرقی داستان عشق

گذشتہ سے پیوستہ

اب ذرا اس قدیم زمانے کی داستان کے عملی پہلو پر غور کریں۔ اس کہانی میں مسیحی زندگی کی کامل تصویر کھینچی ہوئی ہے اور اُن روحانی حقیقتوں کا بیش نمونہ موجود ہے جو ہماری روزمرہ کی زندگی سے خاص تعلق رکھتی ہیں۔

اوّل۔ خداوند مسیح کلیسیا یعنی ہم سے محبت رکھتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے وہ ہم سے اپنی محبت کا جواب طلب کرتا ہے۔ اس محبت کے جذبے جو اس نے ہر دل میں پیدا کئے ہیں اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ ... مذہب کے یہی معنی ہیں۔ خدا کی طرف رجوع ہونا انسان کی روح کے۔ مذہب کی آخری اپیل اور منت یہی ہے۔ اے انسان "اے فلانے اپنا دل مجھ کو دے"۔ مذہب رات میں ایک چور کی مانند ہے۔ وہ آتا ہے اور خزانے کو یعنی انسان کے دل کو چرائے جاتا ہے اور کب اور کیونکر یہ بات واقع ہوتی ہے۔ کوئی نہیں بتا سکتا زمانے کی ابتدا سے خدا کا دل اپنی بے بہا اور لازوال محبت کو بے انتہا مقداروں میں گویا سمندر کے سمندر اس دنیا پر انڈیل رہا ہے۔ نچھاور کر رہا ہے افراط سے نثار کر رہا ہے۔ خدا نے جہان سے کتنی محبت کی اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اس کی لمبائی اور چوڑائی اور گہرائی اور اونچائی کو کوئی شخص نہیں پا سکتا۔ لیکن محبت تو ہمیشہ دو طرفہ ہوا کرتی ہے۔ محبت تو محبت کا جواب طلب کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے آسمان کی بادشاہت اُس بادشاہ سے تشبیہ دی گئی ہے جس نے اپنے بیٹے کی شادی کی اور جن لوگوں نے اُسکی دعوت قبول کی وے خوشی سے دعوت میں شریک کئے گئے۔ جس طرح انسان کا دل عورت کی محبت کے لئے ترستا اور تڑپتا ہے۔ اس ہی طرح مسیح کا دل انسان کی محبت کے لئے۔ اسی وجہ سے پرانے عہد میں بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ خداوند اپنے خدا کو دل وجان سے پیار کریں۔ اور نئے عہد میں کلیسیا کو دلہن سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ہر ایماندار اُس ہی دلہن کا جزو ہے۔ جب انسان روح کی نادیدنی کشش و تحریک کو اپنے دل وضمیر میں محسوس کرتا ہے وہ دنیا سے الگ کر لیا جاتا ہے مسیح کی دلہن بننے کے لئے چن لیا جاتا ہے پھر دن بدن اس پر مسیح کی محبت کا زیادہ سے زیادہ انکشاف ہوتا جاتا ہے تاکہ وہ محبت کرنا سیکھے اور اُسکی محبت میں روز بروز اضافہ ہو۔ خدا محبت ہے اور ضرور ہے کہ اسکے پیرو بھی محبت مجسم بنیں۔ جو شخص مسیح کی محبت کی قدر نہیں کرتے وے مسیح کی محبت میں شریک نہیں۔ اس کے نجات بخش علم سے بے بہرہ ہیں اور اس کے فضل کی نعمتوں سے محروم۔ بقول پولوس رسول "جو شخص خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو"۔

دوم۔ اس محبت کی آگ کو انسان کے دل میں مشتعل کرنا روح القدس کا افضل کام ہے۔ جس طرح الیعزر نے فدان آرام کا سفر اختیار کیا تاکہ اضحاق کے واسطے لائق جورو انتخاب کرے۔ اسی طرح روح القدس پنتیکوست کے روز آتا تاکہ کلیسیا کو برے کی دلہن قرار دے "تاکہ کلیسیا کے خریداروں کو جو مسیح کی دلہن کے اجزا و اعضا ہیں مقدس و برگزیدہ کرے۔ یہ سچ ہے آسمانی قوت کی برکت تھی جو رسولوں کو عنایت ہوئی۔ لیکن پھر بھی مسیح کا دل بہت فراخ ہے۔ اس میں بے انتہا گنجایش ہے۔ وہ اور زیادہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے کہ اسکو پیار کریں۔ گو لاکھوں نے اُسکی محبت کو قبول کیا اور اُسکی رفاقت میں شریک ہوئے پھر بھی لاکھوں لاکھ کے لئے ہنوز جگہ باقی ہے اُسکی بڑی خوشی ہے کہ ضیافت کا گھر کسی طرح بھر جائے۔

جب روح القدس کسی شخص کو مسیح کی پاک و بے عیب دلہن ہونے کے لئے چن لیتی ہے تب وہ



اُس کی محبت منتقل کرنے کے لئے اُس شخص پر یسوع کا جلال اور اُسکی خوبصورتی واضح کرتی ہے۔ الیعزر نے ربقہ کے سامنے پیش کرنے کو سوائے اضحاق کے کوئی دوسرا مضمون نہ تھا۔ روح القدس کے لئے سوائے مسیح مصلوب کے اور کوئی مضمون نہیں۔ ربقہ کے واسطے اضحاق ہی سب میں سب کچھ تھا۔ ہمارے لئے مسیح سب میں سب کچھ ہے۔ جب تسلی دینے والا آئیگا جسے میں باپ کی طرف سے تمہارے پاس بھیجونگا وہ میری بابت گواہی دیگا اور سب باتیں تم پر کھول دیگا۔ آئندہ زندگی میں ہم روح القدس کو جیسا وہ ہے جانینگے اس زندگی میں ہم اُس کو اُس مسیح مصلوب کا مظہر و کاشف جانتے اور مانتے ہیں۔ جو ہماری روحوں کا مبارک رشتہ ہے

سوم:۔ روح القدس ہمیں ہماری آئندہ میراث بیعانہ میں دیتا ہے۔ ان بیش قیمت کپڑوں اور جواہرات کو پاکر ربقہ کے دل میں اضحاق کو دیکھنے کی بڑی خواہش پیدا ہوئی۔ بڑا اشتیاق پیدا ہوا اسی طور سے روح القدس ہم کو اسی دنیا میں بہشت کے پیش نشانات اور پیش نمونے اور مسیح کی محبت کے پیش ذائقے عنایت کرتا ہے۔ بعض اوقات روحانی سرور کا عالم اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس وقت سلیمان کی غزل الغزلات کے نفیس ترین جذبات ذرا سے بھی کافی معلوم نہیں ہوتے۔ اُن چیزوں کو جنہیں خدا نے اپنے پیار کرنے والوں کے لئے تیار کی ہیں نہ تو ان آنکھوں نے دیکھا ہے نہ ان کانوں نے سُنا ہے نہ ہی انسان کے دل و دماغ نے تصور کیا ہے۔ لیکن خدا کا ہزار شکر ہو کہ وہ ان گہری و عمیق باتوں کو جو سمجھ سے باہر اور ادراک سے پرے ہیں۔ اپنی پاک روح کے ذریعہ ہم پر آشکارہ کرتا ہے ہم محبت کے ایک لمبے سلسلے میں جکڑے ہوئے ہیں جسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ یہ وہ غیر فانی زنجیر ہے جو ہم کو اپنے محبوب سے ہمیشہ کے لئے اُس لازوال محبت کی ڈوری سے باندھ دیتی ہے جو کبھی ٹوٹنے کی نہیں جنہیں باپ نے مجھے دیا ہے اُن کو کوئی مجھ سے نہیں چھین سکتا۔ شام ہونے کو تھی اور اضحاق حسب معمول جنگل میں دھیان کرنے کو جاتا تھا کہ اتنے میں اسے اونٹوں کا ایک لمبی قطار دور فاصلے پر نظر آئی۔ جوش مسرت سے اُس کا دل اور بھی زیادہ دھڑکنے لگا۔ اس نے تصور کیا کہ شاید اُس کی مستقبل دُلہن نزدیک ہے۔ الیعزر نے اُس کو دور سے پہچان لیا اور ربقہ کے نزدیک جا کر اُسے اس بات سے آگاہ کیا۔ ربقہ نے فوراً اپنے چہرے پر نقاب ڈال لی۔ اور اونٹ سمیت اپنے تئیں خوشی سے اضحاق کے سپرد کیا۔ آہ کون اُس جلال اور جمال دن کا بیان کر سکتا ہے۔ جبکہ خداوند مسیح اپنے برگزیدوں کو خدا کے روبرو کامل اور پاک اور بے عیب پیش کریگا ایک ایسی گروہ جس کے بدن میں نہ گناہ کے داغ نہ شانے کی جھری ہو۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ اُس گروہ میں ادنےٰ سے ادنےٰ اور احقر سے احقر مقدسین بھی شریک کئے جائینگے۔ پھر ایک فرشتے نے مجھ سے کہا ادھر آ میں تجھے دلہن یعنی برّے کی بیوی دکھاؤں اور وہ مجھے روح میں ایک بڑے اور اونچے پہاڑ پر لے گیا اور شہر مقدس یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس اُترتے دکھایا۔ اے میرے باپ کے مبارک لوگو اُس جگہ کو جو بنائے عالم کے پیشتر سے تمہارے واسطے تیار کی گئی ہے۔ میراث میں لو۔ آمین

احقر سالومن سی سمل بی۔ اے۔

مدراس ۲۶ مارچ۔ ریاست میسور کے مہاراج صاحب یورپ کو ایک طویل سیاحت پر جارہے ہیں آپکا ارادہ امریکہ جانے کا بھی ہے۔

(بندے ماترم)

ناظرین کرام کو عید تصلیب اور عید قیامت مبارک ہو

یسوع مسیح کی موت و حیات مسیحیوں کے دو بڑے تہواروں کی بنیاد ہے۔ ایک گڈ فرائڈے اور دوسرے کو ایسٹر کہتے ہیں۔ پہلا تہوار مسیحیوں کے لئے سخت ماتم و افسوس کا دن ہے جس میں خداوند یسوع مسیح صلیب دیا گیا۔ حق اور صداقت کی تائید و تقویت میں صلیب پر قربان ہوا۔ اُسکی موت تمام گنہگاروں کی جو اس پر ایمان لائے اور ایمان لاتے ہیں ان معانی میں موت ہو گئی کہ ان کی خدا سے سرکشی و باغی طبیعت اُس کے ساتھ ایمانی و اعتقادی طور سے مصلوب ہو گئی کہ ان کے گناہ کا جسم نیست و نابود ہو جائے۔ انکی گناہ آلود طبیعت پر الٰہی شریعت کا فتوےٰ تکمیل پا جائے اور اُن کی ایمانی و اعتقادی رضا کا۔ اِن طور کی موت سے خدا کی سچائی و صداقت ظاہر ہو جائے۔ پس گڈ فرائڈے کا تہوار مسیحیوں کے لئے سخت ماتم کے دن کی یادگار رہے۔ جس کے بعد تیسرے دن جو یسوع مسیح کے موت و قبر پر غالب آکر زندہ ہونے کی یادگار ایسٹر کے تہوار کے نام سے کی جاتی ہے۔ اس تہوار کی خوشی سے بڑھ کر مسیحی تہواروں میں کوئی خوشی کا تہوار نہیں ہے۔ یہ تہوار اس بات کی یادگار ہے کہ خدا کا صادق و برحق یسوع مسیح نہ صرف خود تیسرے روز زندہ ہوا بلکہ اس نے ان سب کو اپنے ساتھ زندہ کر دیا۔ جنہوں نے اپنی گناہ آلود طبیعت کو اس کے ساتھ صلیب پر مصلوب کرنا منظور کیا تھا۔ اس وجہ سے جبکہ یہی اُسکی موت و زندگی کے حصہ دار ہو کر اس کے رنج و خوشی میں ہمیشہ شریک ہوتے ہیں دونوں تہوار مانتے ہیں۔ ہم جملہ ناظرین کرام کو عید تصلیب اور عید قیامت کی شرکت کے لئے مبارکباد کہتے ہیں۔ ایڈیٹر

ایسٹر ۱۹۲۶ء

۱ پطرس ۱: ۳

ایک سچے مذہب کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی تک پہنچائے۔ مسیحی لوگ کسی مذہب کے پیرو نہیں ہیں بلکہ ایک الٰہی انسان یسوع مسیح کے جو مسیحیت کا مرکز ہے۔ وہی ہماری زندگی ہے۔ وہی ہماری زندگی کا انجام ہے۔ اُسی سے ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ہماری اس آیت میں ایک ایماندار کے لئے ایک عجیب زندہ امید کا ذکر ہے جو اُسی یسوع کی ذات سے وابستہ ہے۔

اس آیت میں تین باتیں شامل ہیں

اوّل ہمیں از سرِ نو پیدا کیا۔ دوم۔ زندہ امید کے لئے۔ سوم۔ یسوع مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث۔ یا دوسرے لفظوں میں ہمارے از سرِ نو پیدا ہونے اور زندہ بنیاد کی امید خداوند یسوع مسیح کا مردوں میں سے جی اُٹھنا ہے۔ جس کی یادگار آج خاص طور سے کی جاتی ہے۔

اوّل ہمیں زندہ امید کے لئے از سرِ نو پیدا کیا۔ زندہ امید کیا معنی رکھتی ہے۔ سر دست زندہ امید سے مراد ہے پختہ اور مضبوط امید۔ ایسی امید جو زندہ ہے جس سے مایوسی پیدا نہیں ہوتی۔ اب سوال آتا ہے کہ ہماری امید کیا ہے۔ ہمیں دو طرح کی امید ہے۔

(۱) ہماری امید اس زندگی میں یہ ہے کہ وہ ہمیں گناہ کے جرم اور قوت سے رہائی بخشتا ہے۔ بیشک یہ بات ایماندار کا تجربہ ہے۔ اور تجربہ امید نہیں ہے تاہم ہر ایک ایماندار کی یہ زندہ امید ہے بیشتر اس سے کہ نجات اس کی زندگی کا تجربہ بنے۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس دنیا میں ہماری نجات کامل نہیں ہے۔ یہ امید رکھتے ہیں کہ ایک وقت آئیگا جب کمال ظاہر ہوگا۔

(۲) مسیح اپنے ایمانداروں کے لئے اپنی پیروی میں اُن کے دنیوی نقصان کی تلافی کا وعدہ عجیب طور سے کرتا ہے۔ متی ۱۹: ۲۹ میں لکھا ہے کہ جس نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہو اس کو سو گنا ملیگا۔ اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا روم ۸: ۳۲۔ لکھا ہے کہ جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر اسے حوالے کر دیا اور اس کے ساتھ اور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ بخشیگا۔ ہماری امید آئندہ زندگی میں کیا ہے۔

(۱) جو اس پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہے بلکہ ایک میراث کا وعدہ ہے۔ روم ۸: ۱۶ و ۱۷ میں لکھا ہے کہ روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں۔ یعنی خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث۔

(۱) اب بات غور طلب یہ ہے کہ ہماری نجات اور ہمارے گناہوں پر غلبہ اور اُس زندہ امید کی بنیاد کیا ہے۔ ہماری متن کی آیت میں لکھا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا۔ شکر کا مقام ہے کہ مسیحیت میں کھلی قبر موجود ہے۔ جس میں سے ہمارا منجی موت اور قبر پر فتح پاکر بڑی قدرت سے نکل آیا اور اپنے آپ کو نہایت ناطق ثبوتوں سے زندہ ظاہر کیا اور آجکل اور تا ابد زندہ ہے۔ اُس کا مردوں میں جی اُٹھنا ہمارے لئے ایک زندہ امید ہے کہ وہ ہم کو مردوں میں سے جلائیگا۔ اُس کا مردوں میں سے جی اُٹھنا موت پر فتح پائیگا ایک کافی ثبوت ہے اور اُن کو جو اس پر ایمان لاتے ہیں وہ اس قدر قوت اور طاقت عطا کر سکتا ہے کہ موت اور تاریکی کی تمام طاقتوں پر فتح حاصل کریں

(۲) پھر یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح جو مردوں میں سے جی اُٹھا ہے پھر نہیں مرنے کا گویا کہ وہ ہمیشہ زندہ ہے اور حیات ابدی کا مالک ہو کر اُن کو جو اس پر ایمان لاتے ہیں حیات ابدی دے سکتا ہے۔

(۳) وہ آسمان پر زندہ ہے اور ہماری آئندہ کی زندگی کے سارے معاملات میں ہمارا محافظ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر زندہ امید کہاں ملیگی۔ ہماری اور دیگر قوموں کو آئندہ زندگی کی کوئی امید نہیں ہے۔ پر ہمارے لئے نہ صرف آئندہ زندگی نہ صرف ایک یقینی بات ہے بلکہ ہمارے لئے ایک شفیع موجود ہے جو ہماری آئندہ زندگی کا محافظ ہے۔ کیونکہ جس کا میں نے یقین کیا ہے اُسے میں جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری امانت کی اُس دن تک حفاظت کر سکتا ہے۔

(۴) ہمیں زندہ امید اس کے دوبارہ آنے کی بنیاد پر ہے۔ اس کا مردوں میں جی اُٹھنا اس کو فاتح قرار دیتا ہے پر اُس کا دوبارہ آنا اُس کی سلطنت کے تسلط کو ظاہر کریگا۔ اور ایمانداروں کو یہ پختہ امید ہونی چاہئے کہ مسیح ابد تک بادشاہی کریگا۔

پس ہم جو آج مسیح کی عید قیامت میں مسرور ہیں کیا ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث زندہ امید کے لئے موت میں سے زندگی میں شامل ہوئے ہیں۔ اگر میں آج از سرِ نو پیدا ہو کر اپنے اندر وہ زندہ امید نہیں رکھتا ہوں تو اصل میں مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کا مجھے فائدہ نہیں ہوا خدا کرے کہ مسیح کی زندہ قوت مجھے بھی زندگی بخشے تاکہ مجھ میں بھی ایک زندہ امید پائی جائے۔ آمین

وزیر چند۔

کلکتہ ۳۰ مارچ۔ کلکتہ کے ایک میس میں سے میڈیکل انسٹیٹیوٹ کے ایک طالب علم شری ست پریم رنجن سین گپتا کو بنگال آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کیا گیا ہے۔ (بندے ماترم)



ریویوز

اخبار جمہور بنارس

اخبار نہ کور کی جلد اول کا نمبر ۲ ہمارے پاس بغرض ریویو پہنچا ہے۔ یہ اخبار بڑے صفحات کے ۸ صفحوں کی ضخامت کا ہے۔ جو ہفتہ وار نکلنا شروع ہوا ہے۔ خدا عمر دراز کرے۔ اس کی کتابت و چھپائی اور کاغذ درمیانہ ہے۔ خط صاف ہے۔ تمام اخبار خبروں سے پر ہوتا ہے۔ اس لئے ناظرین کی زیادہ دلچسپی کا موجب ہو سکتا ہے۔ اخباری دنیا "جمہور" کی پیدائش کے سبب مبارکباد کی مستحق ہے۔ قیمت سالانہ ساڑھے چار روپیہ عوام سے ہے۔ اور مربی اور دوستوں سے مبلغ دس روپیہ سالانہ ہے۔ جو اصحاب اس کی خریداری چاہیں وہ مینجر اخبار "جمہور" بنارس سے طلب فرمائیں۔

اخبار حمایت اسلام جالندھر

کا پہلا نمبر بھی نہایت آب و تاب کی صورت میں ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جو شہر جالندھر کی ادارت میں صفحۂ ہستی میں نمودار ہوا ہے۔ مدعا و مقصد اخبار کے نام سے ظاہر ہے ہفتہ وار ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ ہے۔ چندہ سالانہ ارکان انجمن سے ایک روپیہ سالانہ اور دیگر حضرات سے چار روپیہ سالانہ ہے۔ ضخامت ۱۶ صفحات کی ہے۔ خدا اسلام کے اس نئے حامی کی عمر دراز کرے کہ وہ سچ مچ اسلام کی حمایت کرے۔ ایڈیٹر

کلارک آباد تحصیل لاہور میں پلیگ رونما ہو گئی ہے۔ تمام گاؤں کی آبادی باہر کھیتوں میں رہتی ہے کئی ایک بیمار انتقال کر گئے ہیں۔ پادری قاضی خیر اللہ صاحب اور ڈاکٹر صاحب اور وہاں کے پاسٹر و مینجر صاحب لوگوں کی ہر طرح سے خدمت میں سرگرم کار ہیں۔ خدا اپنے فضل سے اس بلا کو جلد دفع فرمائے۔

یوروپ و امریکہ میں احمدیت کی تبلیغ کی ناکامی

امریکن مشن کی کامیابی

ہم تو ابتدا ہی سے پکارتے آئے ہیں کہ یورپ و امریکہ میں احمدیت و اسلام کی تبلیغ کے نتائج کا جو قادیانی یا احمدی اخبارات میں بیان شائع ہوتا رہا ہے وہ صرف مبالغہ ہی مبالغہ تھا۔ روپیہ جمع کرنے کی ہی صورتیں تھیں۔ مگر اب خلیفہ ثانی بھی وہی۔ بان سے ہماری تصدیق فرماتے ہیں ذیل کا بیان غور سے پڑھو۔ ایڈیٹر

جو کام وہاں ہوا ہے اس میں امریکہ کے مبلغین کی تعریف کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی حد کام کے متعلق میں بھی تعریف کا مستحق ہوں۔ مگر میں صفائی سے کہہ دوں۔ امریکہ کے مشن کو جس طرح مجھے لیڈ کرنا چاہئے تھا میں نہیں کر سکا ایسی حالت میں اگر وہاں کامیابی ہوئی ہے تو اس کے مستحق وہ مبلغ ہیں جنہوں نے وہاں کام کیا اور اگر ناکامی ہوئی ہے تو اسکی ذمہ داری مجھ پر پڑتی ہے کہ کیوں میں نے ان لوگوں کی راہنمائی نہ کی۔ انگلستان کے مشن کو پہلے سے اور اب کچھ عرصہ سے مصر اور شام کے مبلغوں کو میں نے ہدایات دینی شروع کی ہیں۔ مگر امریکہ کے متعلق یا تو یہ کہ دوسرے کاموں کی وجہ سے فرصت نہیں پائی یا یہ کہ وہاں کے حالات سے واقفیت نہیں تھی کہ اس مشن کو لیڈ کر سکوں۔ اسلئے ہفتہ واری چٹھی دوسرے مبلغوں کو بھیجی جاتی ہے وہ وہاں نہیں بھیجی گئی گو کبھی کبھی وہاں بھی خط لکھتا رہا ہوں۔ مگر باقاعدہ ہدایات اس طرح نہیں کہ میں نے انکے کام کا پروگرام بنانے میں حصہ لیا ہو اور میں سمجھتا ہوں باوجود اسکے کہ میں قادیان میں ہوں اور میں نے امریکہ نہیں دیکھا مگر اس علم کے ساتھ جو اس شخص کو ملتا ہے جس پر خدا تعالیٰ کوئی ذمہ داری رکھتا ہے۔ امریکن مشن کی محفوظ طریق پر یہاں بیٹھے بھی رہنمائی کر سکتا ہوں گو

سفر یورپ

کے اس تجربہ سے جو ممکن ہے بعض کے نزدیک قلت وقت کی وجہ سے تجربہ کہلانے کا ہی مستحق نہ ہو۔ میری اس رائے میں جو پہلے سے میں یورپ کے متعلق رکھتا تھا کوئی تغیر پیدا نہیں کیا۔ مگر اس سے اتنا فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے جو باتیں میں اپنے اندرونی علم کی بنا پر رکھتا تھا اور مبلغ انکی تصدیق نہ کرتے تھے اب میں وہی باتیں واقعات کی بنا پر کہتا اور مبلغوں کو قائل کر سکتا ہوں۔ اور

انگلستان کا موجودہ مشن

کلی طور پر میری ہدایات پر کام کر رہا ہے۔ میں نے وہاں کام کرنیوالوں سے کہہ دیا ہے۔ خدانخواستہ کوئی نقصان ہوا تو اسکا میں ذمہ دار ہونگا۔ تمہارا کام صرف ان ہدایات کی پابندی ہے جو تمہیں اس کام کیلئے دی جائیں۔ مگر امریکہ کے متعلق یہ طریق اختیار نہیں کیا گیا اور نہ اب اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں کوئی باقاعدہ مبلغ نہیں رکھا گیا اور نہ کچھ عرصہ تک ارادہ ہے کہ رکھا جائے۔ اسلئے نہیں کہہ سکتا کہ اس طریق کو وہاں کیلئے اختیار کر سکتا ہوں یا نہیں۔

اسکے بعد میں کچھ اور باتیں اس جواب کے متعلق کہنا چاہتا ہوں جو ماسٹر صاحب نے ایڈریسوں کا دیا ہے۔

میں نہایت حیران تھا یہ بات سنکر کہ ایڈریس میں کسی موقعہ پر یہ کہا گیا ہو کہ

مغربی لوگ

اس قسم کے مردہ ہو گئے یا انسانیت سے خارج ہو گئے ہیں کہ مذہب اور روحانیت کی کوئی بات ان کے قلوب پر اثر نہیں کر سکتی۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور ہندوستان کے لوگ کم نے دیکھا ہے وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں بلکہ جب بھی یہ آواز اٹھتی دیکھی یا اپنے ان مغربیوں سے یا اُن لوگوں سے جو مغرب میں رہے یہ شکایت سنی کہ ہمارے ہندوستانی بھائی بہت جلدی

خیالی جنت

بنا کر اس خوشی میں مست ہو جاتے ہیں کہ یورپ میں ہزار ہا اعلیٰ درجہ کے متقی پرہیزگار زکوٰۃ اور چندہ دینے والے۔

نمازیں پڑھنے والے نومسلم موجود ہیں۔ وہ اس قسم کے خیال
عادت کھڑی کر لیتے ہیں کہ لاکھوں کروڑوں یورپین لوگ نو
مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے اور خدا ہی واحد کے
آگے سجدہ کرتے دیکھتے ہیں۔ مگر یہ خیال نہیں کرنا چاہئے۔
غرض میں نے مبلغین کی تحریروں اور زبانوں سے یا ان لوگوں
کے مونہوں سے جو مغرب میں رہے اور جنہیں مغربی لوگوں سے
معاملہ پڑا ہمیشہ اسی قسم کے پارسانہ کلمات سُنے۔ اس وجہ سے
میں سمجھتا ہوں ایڈریس دینے والوں نے یہ نئی بات کہی ہے
اور ماسٹر صاحب کو اہلِ مغرب کے متعلق غلطی لگی ہے جب وہ
یہ کہتے ہیں کہ ان میں مذہبی آدمی موجود ہیں۔ مجھے ہمیشہ ہندوستانی
بھائیوں کے خیالی جنت کو توڑنے اور مغرب سے آنیوالے
لوگوں کی خیالی مایوسی کو توڑنے کی کوشش کرنی پڑی ہے اور
میں دونوں کو وسطی طریق اختیار کرنے کے لئے کہتا رہا ہوں۔ ہندوستانیوں کو
تو میں نے یہ بتایا کہ یہ مت خیال کرو۔ وہاں کے نومسلم
تمہاری طرح کے مسلمان ہیں۔ ابھی انکی بالکل ابتدائی حالت
ہے اور مبلغین اور دوسرے مغرب سے آنیوالوں کو یہ بتایا کہ تم ان
لوگوں کی طرف سے مایوس نہ ہو۔ انکی آہستہ آہستہ اصلاح ہوگی
وہ بعض ایسی رسوم کے پابند ہیں جنہیں ہر وقت ترک نہیں
چھوڑ سکتے۔ جبتک ان کے ارد گرد ان رسوم کو چھوڑنے
والی جماعت نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ بہت سی باتیں ایسی
ہوتی ہیں جنکے کرنے کے لئے دوسروں کے تعاون کی
ضرورت ہوتی ہے۔ اکیلا انسان انہیں سرانجام نہیں دے سکتا
ہمیشہ جب کبھی احمدی مغرب سے واپس آئے ان میں
۹۰ فیصدی ایسے تھے جو مجھے کہتے کان میں ایک ضروری
بات کہنی ہے اور جب میں کہتا بتاؤ کیا بات ہے تو وہ یہی
کہتے کہ

ولایت میں تبلیغ

پر جو روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اگر وہاں
مشن رکھنا ہی ہے تو ایک آدھ آدمی کو رکھ دیا جائے جو
کچھ اور کام بھی ساتھ کرتا رہے اور مشن کو بھی قائم رکھے
یہ سنکر مجھے اس شخص کو سمجھانا پڑتا کہ ہر کام کی اہمیت کے
مقابلہ میں اس کے اخراجات کو دیکھنا چاہئے اور
جتنا بڑا کوئی کام ہو اتنی ہی بڑی رکاوٹیں اس کے
کرنے میں حائل ہوتی ہیں۔ جب تک ان روکوں اور
مشکلات کو مدنظر نہ رکھا جائے اس کام کے نتائج نہیں
محسوس کئے جا سکتے چنانچہ سب سے پہلی ٹی پارٹی جو ماسٹر
صاحب کو ہائی سکول کے اولڈ بوائز کی طرف سے دی گئی
اس میں میں نے یہی بتایا تھا کہ اس بات کو مدنظر رکھنا
چاہئے کہ ہمارے کام میں وہاں جس قدر مشکلات ہیں
وہ ان مشکلات سے زیادہ نہیں جو عیسائیوں کو مسیحیت
کی اشاعت میں

ہندوستان میں

رہ چکی ہیں مگر وہ ہمت نہیں ہارتے اور استقلال سے
کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ (الفضل ۲۲ ۳ ۲۷ء)

اشتہار کتب

زندہ جاوید بائبل یا وید بجواب بائبل کا خاتمہ
مصنفہ پنڈت بھوجت آریہ مسافر آگرہ از مسٹر اکبر مسیح
صاحب مرحوم۔ اس میں فاضل مصنف نے نہایت بڑے
زور کے ساتھ ثابت کی ہے کہ بائبل اور قرآن ساری
دنیا میں زندہ ہیں۔ مگر وید بالکل مر چکے۔ آریوں نے
جواب الجواب میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا صفحہ ۵۶ ـ ۲ر
ضربتِ عیسوی یعنی ابطال مرزا۔ مسٹر اکبر مسیح صاحب
نے یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عین
حیات میں لکھی اور تحدی کی کہ مرزا صاحب خود جواب
لکھیں۔ مگر نہ انہوں نے جواب دیا اور نہ ہی ان کے
بعد آجتک کسی دیگر احمدی کو اس پر قلم اٹھانے کا حوصلہ
ہوا۔ اس میں سات مندرجہ ذیل مسائل شامل ہیں
(۱) بحث عصمت (۲) تحقیق معنی استغفار و ذنب (۳)
عصمتِ مسیح از قرآن و حدیث (۴) عصمت مسیح از اناجیل
(۵) مسیح کی موت (۶) بعثت کا اثبات (۷) مرزا کا
خبط کشمیر اور شہادت انجیل قرآن و حدیث اور (۸)
مریم رسل صفحہ ۱۹۶ ـ ۸ر
مسیحیت و سائنس۔ مصنفہ پادری برکت اللہ
صاحب ایم۔ اے۔ اس میں مسیحیت و سائنس کے تاریخی
معرکوں کا ذکر کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ دونوں میں فی الحقیقت
کوئی مغائرت و مخالفت نہیں۔ صفحہ ۳۲ ـ ۲ر
ہدایت الممترین۔ آنحضرت کے وقت میں بائبل
کا بلا تحریف و تبدیل ہونا اور آج تک ویسے ہی چلے آنا
قرآنی شہادت سے ثابت کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۶ ـ ۱ر
انجیل کی منادی۔ منادوں کو انجیل سنانے
کے لئے تیاری کے متعلق ہدایات صفحہ ۴۰ ـ ۱ر
ہدایت الدنیا۔ عورتوں اور بچوں کے لئے خداوند
کے دس احکام کو کہانیوں کی صورت میں پیش کیا ہے
صفحہ ۱۳۲ ـ ۳ر
پتہ:۔ سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور

پونہ ۲۹ مارچ بیان کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر آر۔ پی
پرانجپے ایم۔ ایل۔ سی نے تبدیل مذہب کے متعلق
لازمی رجسٹری کرانے کا مسودہ تیار کر لیا ہے۔
آپ نے لکھنؤ میں منعقدہ نیشنل لبرل فیڈریشن
کے اور اس کی صدارتی تقریر میں بھی اس قسم کے
قانون کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ یہ مسودہ قانون
آپ کے قانونی مشیر کے پاس گیا ہوا ہے اور آپ بمبئی
کونسل کے آئیندہ اجلاس میں اسکو پیش کرینگے۔
(بندے ماترم)

تارکیشور کے مہنت نے اپنی نجی جائداد کے معمول
کے لئے جو دعوے دائر کر رکھا تھا اس کا ہائیکورٹ
کلکتہ کے ججان مسٹر جسٹس گرینو اور مسٹر جسٹس پٹن نے
فیصلہ سنا دیا ہے اور سرکاری ریسیور کو حکم دیا ہے کہ
مہنت کی نجی جائداد اُسے واپس کر دی جائے۔ (م)



اُن میں بہت جلد تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ تمام بستیوں میں سکول کامیابی سے چل رہے ہیں۔ جہاں قریباً تیرہ سو لڑکے اور نو سو لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ نائٹ سکول بھی قریب قریب ساری بستیوں میں قائم کئے گئے ہیں جہاں چھ سو کے قریب نوجوان زیر تعلیم ہیں۔ گورنمنٹ اب جرائم پیشہ اقوام کے افادہ کے لئے صنعتی سکول قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ جہاں اُنہیں صنعت و حرفت کا کام مفت سکھایا جائیگا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ تین بستیوں کی اقوام ایک کو اپریٹو سکول پندرہ سو روپیہ کے ابتدائی سالانہ مصارف پر قائم کر رہی ہیں۔ جہاں ان کے بچوں کو اعلےٰ تعلیم دی جائیگی۔

آنریبل میاں سر فضل حسین کی تقریر

تقسیم انعامات کے بعد آنریبل میاں سر فضل حسین صاحب نے مفصلہ ذیل تقریر فرمائی۔

مجھے آج پہلی دفعہ یہ موقع ملا ہے کہ میں لوگوں کے واسطے لاہور سے چلکر امرتسر میں آؤں۔ جنکو جرائم پیشہ کہا جاتا ہے مجھے اپنی زندگی میں کئی بار امرتسر آنے کا اتفاق ہوا ہے لیکن ایک زمانہ میں تو وہ آنا جرم کرنے والے لوگوں کے مقدمات کی پیروی کرنے کے لئے تھا۔ پھر ایک زمانہ میں مدرسوں کے معائنہ کے لئے یا ہسپتالوں کے معائنہ کے لئے آج مجھے امرتسر آنے کی خاص خوشی اس لئے تھی کہ میں لوگوں کو اچھے کاموں کے لئے انعام حاصل کرتے دیکھونگا۔ جو پہلے جرموں کے عادی تھے اور دوسرے لوگوں کو تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ تم لوگوں نے تمام بری عادتیں چھوڑ دی ہیں۔ اور وہ کام کرنے شروع کر دیئے ہیں جن سے آپ دنیا میں عزت پائینگے۔ دولت کما سکینگے۔ اور نیک نامی حاصل کرینگے۔ تم سب لوگوں کو سمجھنا چاہیئے کہ جو لوگ جرائم پیشہ نہیں کہلاتے تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔ آدمی اچھا یا برا محض اپنے اچھے یا برے کاموں کی وجہ سے بنتا ہے۔ اگر تم نیک کام کرو تو نیک بنجاؤ گے۔ جیسا کہ وہ لوگ جو جرائم پیشہ نہیں کہلاتے اگر جرم کرنے لگ جائینگے تو خود بخود جرم کرنے والے کہلانے لگینگے خدا کے نزدیک تمام انسان یکساں ہیں اُن میں کوئی فرق نہیں۔ میری نصیحت تم سے یہ ہے کہ تم نیک کام کرو اور اچھے بنو۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ تم بلحاظ اپنے جسموں کے، طبیعتوں کے، شکلوں کے ہوشیار اور ہونہار ہو تم میں وہ سب چیزیں موجود ہیں جو اور انسانوں میں ہیں۔ جو جرائم پیشہ نہیں کہلاتے۔ اگر تم محنت کرو۔ زندگی کے روزانہ کام میں دل لگاؤ اور اپنی تمام قوتوں کو صحیح راستے پر صرف کرو تو تم پھر وہی درجے حاصل کر سکتے ہو۔ جو عام شہروں میں رہنے والے لوگ حاصل کرتے ہیں۔ اگر تمہارے بزرگ برائی کے لئے بہت پکا ارادہ رکھتے تھے تو تم اپنے پکے ارادوں کو بھلائی کی طرف لگاؤ۔ اگر کارخانوں میں محنت و ہمت کے ساتھ کام کرتے رہو تو تم وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہو جو دوسرے لوگوں کو حاصل ہے تمہارے کارخانوں میں کام کرنے والوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں جو کسی دن ڈسٹرکٹ بورڈوں اور دیگر کمیٹیوں میں نام پیدا کرینگے۔ کہ تم ویسے ہی اچھے ہو جیسے اور لوگ۔ سردار صاحب نے ابھی بیان کیا ہے کہ تمہارا کھیلوں میں ہر سال مقابلہ ہوتا ہے اور انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ میں عام طور پر ان کھیلوں کے حق میں نہیں۔ مگر جہاں تک تمہیں دیکھتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ تمہارے حق میں کھیلوں کا مقابلہ مفید ثابت ہوگا۔ میں ابھی دریافت کر رہا تھا کہ تمہاری کھیلوں کی قابلیت و اہلیت اور تمام سکولوں اور کالجوں کے طلبا کی کھیلوں میں قابلیت کا کیا فرق ہے۔ اس تحقیق سے یہ پتہ لگیگا کہ تم میں دوڑنے بھاگنے کا کوئی خصوصی مادہ ہے جو اوروں میں نہیں یہ ہو تو تم دنیا میں بہت نام پیدا کر سکتے ہو۔ کیونکہ وہ لوگ جن میں ان کھیلوں کے خاص مادے موجود ہوتے ہیں وہ آج دنیا میں بہت نام پیدا کر رہے ہیں اور اُن کے ذریعہ دولت بھی کماتے ہیں۔

تیسری بات میں اُن لوگوں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں جو اپنا وقت ان جرائم پیشہ لوگوں کی اصلاح میں صرف کر رہے ہیں اور اپنی تمام محنت اس کار خیر میں لگا رہے ہیں۔ میری مراد ان صاحبان سے ہے جو سردار صاحب کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اُن کی خدمت اور اُن کے کام سے بہتر اور کوئی کام پبلک لائف میں نظر نہیں آتا۔ اچھے لڑکوں کو پڑھا لینا اتنا مشکل نہیں جتنا ان بچوں کو جو شروع سے اچھے نہیں سمجھے جاتے۔ بروں کا نیک بنانا بہت مشکل بہ نسبت اچھوں کو اچھا بنانے کے۔ تم کو اُن لوگوں کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔ جو آپ کی خدمت کر رہے ہیں بلکہ ان (سب صاحبوں) کا بھی جو کبھی کبھی اپنی تشریف آوری سے تم کو ملاقات کا موقع دیتے ہیں۔ اخیر میں سردار صاحب کو ان کے کام پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کا ڈیپارٹمنٹ اسی طرح ترقی کرتا گیا تو چند سالوں کے بعد آپ کے پاس کوئی ڈیپارٹمنٹ بھی نہیں رہیگا۔ میری یہ مراد ہے کہ وہ وقت جلد آئے جب آپ کو کسی اور ڈیپارٹمنٹ کا چارج دیدیا جائے اور یہ جو لوگ آپ کی زیر نگرانی ہیں اُن کے لئے چند سال کے بعد نگرانی کی ضرورت ہی نہ رہے۔

انبالہ میں پلیگ کے خلاف انسدادی تدابیر

ایک تردید

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

اخبار "وجیت" انبالہ نے حال ہی میں اپنے نامہ نگار کی مراسلت شائع کی جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ محکمہ حفظان صحت نے ایسی حالت میں جبکہ ضلع میں پلیگ پھیل رہی تھی۔ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا ہے کہ محکمہ حفظان صحت نے طاعون کے انسداد کی تمام ضروری تدابیر

اختیار کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا تھا۔ چونکہ طاعون کے انسداد کا عمل موسم گرما اور موسم سرما دونوں میں لگاتار جاری رہا بلکہ افسر خود بازدہ دیہات میں دورہ کرتے رہے اور انہیں کے رغبت فزا لیکچروں اور تقریروں کا یہ نتیجہ تھا کہ پانچ ہزار اشخاص نے طاعون کے ٹیکے لگوائے۔ نیز افسر مذکور بر ہفتہ شہر اور چھاؤنی انبالہ کے قریب تمام دیہات میں لوگوں کو ٹیکہ لگوانے اور مکانات کو زہریلے اثر سے پاک کرنے کی غرض سے معائنہ کرتے رہے۔ تہ ابریلیگ کے سلسلہ میں چار جماعتیں مرتب کی گئی ہیں۔ ان میں دو جماعتیں تحصیل انبالہ میں ایک تحصیل روپڑ میں اور ایک نرسنگھ گڑھ میں چوہوں کی ہلاکت اور مکانات کی صفائی کا انتظام کرتی ہیں جو سینیٹری انسپکٹر کی زیر نگرانی وباز دہ مکانات میں کرسیول کی دھونی دی گئی اور انہیں فینائل سے صاف کیا گیا اور اس طرح تین ماہ کے اندر ۱۸۹۰ مکانات کی صفائی کی گئی۔ گاؤں والوں کو سمجھایا گیا کہ جن علاقوں میں وبا پھیل ہوئی ہے اُن کو خالی کر دینا ضروری ہے اور اہل دیہہ کی درخواست پر موضع بالانا اور موضع شاہ پور میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے خرچ پر جھونپڑیاں لگا دی گئیں تاکہ لوگ طاعون زدہ مکانات کو چھوڑ کر اُن میں جا رہیں صاحب سول سرجن نے جو سفری شفاخانہ مرتب کیا تھا اسے طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔

یہ شفاخانہ دسمبر ۱۹۲۵ء اور جنوری اور فروری ۱۹۲۶ء میں لگاتار کام کرتا رہا اور سب اسسٹنٹ سرجن مریضوں کا علاج کرتے رہے۔ ضلع کے افسر صحت نے جن دیہات کا دورہ کیا وہاں لوگوں کو طاعون پر لیکچر دیئے۔ علاوہ ازیں ان کے عملے نے گذشتہ تین ماہ کے اندر دیہاتی سفبوں میں طاعون کے متعلق ۲۲۳ لیکچر دیئے لیکچروں اور اشتہاروں کے ذریعہ لوگوں کو یہ خوب سمجھا دیا گیا کہ وہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگوں کو اپنے یہاں آنے کی اجازت نہ دیں لیکن اس مشورہ پر شاذ و نادر ہی عمل کیا گیا کیونکہ یہ امر ان سادہ مزاج اور نیاز منش طبع زمینداروں کی روایات کے خلاف ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں۔

ضرورت ۲/۲

چرچ مشن اسکول کوٹ گڑھ ضلع شملہ کے لئے ایک لائق و تجربہ کار ورنیکلر ٹرینڈ جے۔ وی کی ضرورت ہے جو لوئر مڈل میں ورنیکلر مضمون لکھا سکے۔ یا کوئی ورنیکلر ایس۔ وی ریٹائرڈ ہو۔ تمام درخواستیں مع نقول سند پاس سکریٹری صاحب سی۔ ایم۔ ایس لاہور آنی چاہئیں مسیحی کو ترجیح دی جائیگی۔

المشتہر

پی۔ ڈی ڈیوڈ مشن اسکول کوٹ گڑھ

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۱۲/۶

(۱) دمہ خشک ہو یا تر۔ نیا ہو یا پرانا۔ نہایت مجرب اور شرطیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

(۲) ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی اور مجرب ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت ایک روپیہ (عہ) فی شیشی۔

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تیجرہ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این اوبیڈ ایہ۔ خورجہ ضلع بلند شہر

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار ہندوستانی خواتین انکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک ساتھ روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز بخشا ا عہ سے ماہ عہ تک ہر کرکول عہ سے مہ تک ذریعہ حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ اسکول کے ماسٹر صاحبان اعلیٰ اور تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔